ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

ثریا فرید
ایم فل سکالر، انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب، ملتان ۔
ڈاکٹر عبدالرسول ارشد
اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب، ملتان

ڈاکٹر اسلم انصاری بطور نقاد

Surayya Fareed*
M Phil Scholar, Institute of Southern Punjab, Multan.
Dr. Abdul Rasool Arshad
Assistant Professor, Institute of Southern Punjab, Multan.

***Corresponding Author:** abdulrasoolarshad1980@gmail.com

Dr. Aslam Ansari as a Critic

Dr. Aslam Ansari was a distinguished literary critic whose profound insights significantly contributed to Urdu literary criticism. His analytical approach blended classical literary traditions with modern theoretical frameworks, allowing him to offer in-depth interpretations of poetry and prose. He had a keen eye for symbolism, metaphorical depth, and philosophical undertones in literary works, often exploring how writers embedded existential and intellectual themes within their art. His critiques were not merely evaluative but deeply exploratory, shedding light on the structural, thematic, and linguistic intricacies of a text. He believed that literature was not just a reflection of society but also a medium to question, challenge, and redefine human experiences. His writings on Urdu poetry, in particular, revealed his ability to uncover hidden layers of meaning, making his criticism an essential resource for scholars and students alike. Dr. Aslam Ansari's work continues to inspire literary discourse, cementing his legacy as a critic who bridged the gap between tradition and modernity in Urdu literature.

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

Key Words: *Literary Critic, Urdu Literary Criticism, Analytical Approach, Symbolism, Philosophical Undertones, Thematic Intricacies, Existential Themes, Literary Discourse.*

اُردو ادب میں اسلم انصاری کئی حیثیتوں کے مالک ہیں۔ شاعر، محقق، مترجم، ماہر اقبالیات اور نقاد کے طور پر ملک کے اندر اور باہر نصف صدی سے زیادہ مدت سے انھیں جانا پہچانا جاتا ہے۔ لیکن تعلیم اور تنقید نگاری کو ان کی زندگی میں مرکزی حیثیت حاصل رہی ہیں۔ موضوع کی اہمیت اور انداز بیان کی دلکشی نے ان کے تنقیدی مضامین میں حسن، رچاؤ اور جاذبیت پیدا کر دی ہے اس لیے اُردو تنقید بلکہ کہنا چاہیے اُردو نثر کی حکمرانی جس کا آغاز بہت پہلے ہوا تھا آج بھی بر قرار ہے۔ آپ کی تحریروں کو جس چیز نے بطور خاص وزن اور وقار عطا کیا ہے وہ ان کے مطالعے کی وسعت اور نظر کی گہرائی ہے۔ مغربی ادب اور بالخصوص مغربی تنقید کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس رائے کے قائل ہیں کہ ادب کو پہلے ادب ہونا چاہئے اور بعد میں کچھ اور گویا ادب کی جمالیاتی قدریں انھیں سب سے زیادہ عزیز ہیں اور تنقید کے دوران ان کی نظر میں ادب کی اسی بنیادی صفت پر مرکوز رہتی ہیں۔

اسلم انصاری کا مقام بطور ناقد جدا ہے۔ تنقید سے وابستگی کی بدولت ان کا عہد حاظر میں بڑے اعلی رتبے پر فائز ہیں۔ ڈاکٹر اسلم انصاری کے ہاں تنقید کی سطح عامیانہ نہیں بلکہ غائرانہ ہے آپ سطر در سطر قلم نہیں گھسیٹتے بلکہ مثبت نتائج ثبت کیے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ محمد افتخار شفیع لکھتے ہیں:

> ”ڈاکٹر اسلم انصاری کا تنقیدی شعور تین زاویوں سے اہم ہے۔ پہلا زاویہ مختلف اصناف شعری میں ان کا مشرقی و مغربی دونوں علوم کا عالم ہونا، دوسرا زاویہ فن پاروں کے پس منظر میں موجود المیاتی مناظر کی نشاندہی کرنا اور تیسرا اسلوب کے حوالے سے ایک نیا انداز متعارف کروانا ہے۔“ (۱)

ڈاکٹر اسلم انصاری جس تخلیق موضوع یا فن پارے کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں گہرائی میں جا کر تلاش حق کو کشید کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے آپ نے اپنے لیے تنقید کے مشکل میدانوں کا انتخاب کیا۔ تنقید کے ساتھ ساتھ تحقیق کا رجحان بھی ملتا ہے۔ اس بابت ان کی ایک اہم کڑی ”ادبیات عالم میں سیر افلاک“ کی روایت تنقیدی و تحقیقی مضمون کی صورت میں ملتا ہے۔ آپ اس مضمون میں مشرقی و مغربی علوم پر یکساں دست رس رکھتے نظر آتے ہیں جو درستی کے اعلی معیار کا مظہر ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

مغربی مفکر دانتے نے اپنی کتاب ''طربیہ خداوندی'' میں سفر ملکوت کا ذکر کیا ہے۔ دانتے کی شخصیت تیرھویں صدی عیسوی میں فکری اور روحانی تشکیل کی علامت ہے۔ ''طربیہ خداوندی'' میں عظیم لاطینی شاعر ورجل اور اس کی محبوبہ بیاترس یا بیا تریچے کا احوال درج ہے جس میں دانتے بیاترس کے ساتھ خیالی سفر کرتا ہے۔ ۱۴۲۳۵ مصرعوں پر مشتمل اس نظم نے دانتے کو اہم مقام عطا کیا۔ نظم کا آغاز اعراف کی سیر سے ہوتا ہوا دیگر مراحل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر اسلم انصاری اپنی کتاب ''ادبیات عالم میں سیر افلاک'' کی روایت میں لکھتے ہیں:

> ''طربیہ ایزدی دانتے کا نہیں اٹلی کا سب سے بڑا شاہکار ہے جسے ساری مغربی دنیا اپنا سرمایہ افتخار جانتی ہے اسے مغرب کی قرون وسطیٰ کا حاصل فکر و نظر قرار دیا جاتا ہے بلکہ کارلائل کے خیال میں ڈانٹے نے اس شاہکار کے ذریعے عیسویت کی ۱۱ خاموش صدیوں کو زبان عطا کی۔'' (۲)

اسلم انصاری نے اپنی کتاب میں ابن رشد اور اس کے افکار جیسا مضمون کلب بند کیا تاکہ اردو دان طبقہ یہ جان سکے کہ مسلم اسپین کے نامور فلسفی ارسطو کے نظریہ و افکار ادبی لحاظ سے تغیر کا باعث بنے۔ ارسطو کے افکار و نظریات اور اپنے عہد کے جید علماء کے افکار و نظریات پر تبصرہ پیش کیا اور مفصل انداز اپناتے ہوئے ابن رشد کے مخفی گوشوں کو تراشا ہے جو ڈاکٹر اسلم انصاری کے ذوق اور عہد جنوں کو یادگار ہے۔ اس بابت ڈاکٹر اسلم انصاری لکھتے ہیں:

> ''اگر آج ابن رشد زندہ ہوتا تو اسلام کی علمی، عقلی اور سائنسی تشریحات پیش کرنے والوں کے بارے میں بھی اس کا رویہ وہی ہوتا جو اپنے عہد کے متکلمین کے بارے میں تھا۔ اس کے باوجود یہ کہنا مشکل ہے کہ ابن رشد کا سارا فلسفہ مذہب صرف یہی کچھ ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ عالم کے قدیم ہونے کائنات کا علت و معلول کا سلسلہ قرار دینے اور افراد کی بقا کے عقیدے کو رد کرنے میں وہ اسلام کے علاوہ دوسرے الہامی مذاہب کے بنیادی تصورات سے بھی دور جا پڑتا ہے۔''(۳)

''منطق الطیر'' مثنوی میں شیخ فرید الدین عطار نے تمثیلی انداز اپناتے ہوئے ایک صوفی کے روحانی سفر کی داستان بیان کی ہے اس طویل نظم کی بنیادی بات یہ ہے بہت سارے واقعات کے ساتھ ساتھ توضیحی حکایات کا بیان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

ملتا ہے مثال کے طور پر سی مرغ اس سے مراد ۳۰ پرندے ہیں جو عشق کی سات وادیوں کا سفر طے کر کے وادی فنا یعنی سی مرغ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں تو انکشاف ہوتا ہے کہ وہ ۳۰ پرندے ہی دراصل سی مرغ ہیں۔ اسلم انصاری نے اپنی تنقیدی رائے پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شیخ فرید الدین عطار سات وادیوں کی دشواریوں سے خوب شناسائی دیتے ہیں مگر وادیوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ان کے ہاں زیادہ منظر نگاری یا فضابندی نہیں ملتی۔

متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی انحطاط اور انسانی استحصال کے عہد میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے بہادر شاہ ظفر کی شاعری کو فنی قدر و قیمت کے لحاظ سے غالب و مومن سے کم درجے شمار کیا ہے لیکن اس کے باوجود ممتاز قرار دیا ہے ان کے خیال میں ظفر کے کلام میں تہ داری کی دو یا تین سطحیں ضرور دکھائی دیتی ہیں۔ افتخار شفیع لکھتے ہیں:

> "ڈاکٹر اسلم انصاری کے خیال میں بہادر شاہ ظفر اپنی شاعری میں کہیں بھی ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظاہر نہیں ہوتے۔" (۴)

ڈاکٹر اسلم انصاری بھی اپنی کتاب "ادبیات عالم میں سیر افلاک کی روایت" میں لکھتے ہیں:

> "امر واقعہ یہ ہے کہ اس عہد کے انسان کی ظاہری طور پر پرسکون اور باطنی طور پر نڈھال اور فردا سے مایوس زندگی کا معنی خیز استعارہ خود بہادر شاہ ظفر ہی ہے۔ شاہی وظیفے میں بتدریج تخفیف سکون پر درباد شاہ کی بجائے در بادشاہ کے نام کا اجراء اور ولی عہد کے معاملات میں کمپنی ریزیڈنٹ کی بڑھتی ہوئی مداخلت۔ یہ سب باتیں مسلمانوں کے سیاسی زوال کی تکمیل کو ظاہر کرتی ہیں اس لیے ظفر کی شاعری میں یاسیت حد سے بھری ہوئی ہے اور اس کی روح اور بے بسی پر نوحہ کرتی دکھائی دیتی ہے۔" (۵)

ڈاکٹر اسلم انصاری نے فارسی شعر و ادب کو تنقیدی لپیٹ میں لیا ہے۔ پروفیسر ای جی براؤن مغربی مورخ اور نقاد نے "اے لیٹرری ہسٹری آف پرشیا" لکھ کر شہرت حاصل کی۔ اسلم انصاری نے پروفیسر براؤن کے حالات زندگی کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے اپنی تنقیدی و تحقیقی مضمون ایک اور کتاب "اے پراماں گیسٹ پرشین" کا حوالہ دیا ہے۔ اس حوالے سے محمد افتخار شفیع لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

”عثمانی فوج میں شمولیت کی خواہش نے ای جی براؤن کو ترکی زبان سیکھنے پر مجبور کیا اور یہاں سے وہ عربی فارسی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے براؤن کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ براؤن کی سیاحت ایران اور علمی اثرات کا بھرپور جائزہ لیا ہے۔“(۶)

ڈاکٹر اسلم انصاری لکھتے ہیں:

”یہ سوال ہمیشہ میرے دل میں خلش پیدا کرتا رہا ہے کہ براؤن کے قدیم وجدید فارسی شعر و ادب کو دنیا بھر کے علمی اور ادبی حلقوں میں متعارف کرانے کے لیے جو غیر معمولی خدمات سرانجام خود دیں خود براؤن نے کس حد تک تحسین کی۔ اس سوال کے ساتھ مجھے یہ احساس بھی رہا ہے کہ براؤن کی جتنی قدردانی ہونی چاہیے تھی نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے یہ احساس جزوی طور پر قرین صحت ہو لیکن یہ اہل علم کو پیش آنے والی عمومی صورتحال بھی ہو سکتی ہے۔“(۷)

رگوپتی سہائے اور فراق گورکھپوری کا شمار ڈاکٹر اسلم انصاری کے محبوب شعراء میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اسلم انصاری کی ابتدائی غزلوں پر فراق کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ فراق غزل میں میر کے لہجے کی جھلک پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اسلم انصاری کی فراق سے فکری وابستگی کے حوالے سے محمد افتخار شفیع لکھتے ہیں:

”اپنے اولین شعری مجموعے ”نیلے چاند کی رات“ جس کا نام بھی انصاری صاحب کا تجویز کردہ ہے کے لیے فلیپ لکھوانے کی غرض سے ایک روز جب میں اسلم انصاری کے دولت کدے پر پہنچا تو وہ کچھ مصروف تھے مجھے مہمانوں کے کمرے میں بٹھا کر انہوں نے کلیات فراق میرے حوالے کی اور کہا جب تک میں آتا ہوں آپ اسے پڑھیں۔“(۸)

برصغیر پاک وہند میں فراق کا کلام معنوی درجہ رکھتا ہے فراق میر سے متاثر ہیں اور اسلم انصاری فراق سے، افتخار شفیع لکھتے ہیں:

”ڈاکٹر اسلم انصاری کے خیال میں فراق گورکھپوری کی غزل کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ وہ برصغیر کی خالص فضا میں سانس لیتی دکھائی دیتی ہے۔“(۹)

اسلم انصاری نے فراق کی غزل کو تنقیدی کسوٹی پر یوں پرکھا ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

"سب سے اہم بات جس کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ فراق نے غزل کو خالص عجمی فضا سے آزاد کیا ہے اور اس کی متخیلہ اور لفظی پیکر تراشی بہت حد تک برصغیر ہی سے متعلق دکھائی دیتی ہے اگر وہ کہیں دجلہ وفرات کی بات کرتا ہے تو وہ روایتاً ہوتی ہے ورنہ اس کی شاعری میں گنگنا اور جمنا کے پانیوں کی جھلک زیادہ ہے۔" (۱۰)

اسلم انصاری نے چوہدری افضل حق کی معروف تصنیف زندگی کو فکری وفنی تناظر میں پرکھتے ہوئے اپنی تنقیدی وراثت میں اضافہ کیا ہے۔ زندگی کے مختلف حصے تقریباً تمام ادوار میں درسی کتب میں شامل رہے ہیں۔ یہ ایک زندہ کتاب ہے۔ محمد افتخار شفیع لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر اسلم انصاری کے مطابق جن کتب نے بچپن میں ان کے ذوق کی آبیاری کی ان میں یہ کتاب بھی شامل ہے۔" (۱۱)

افضل حق بطور مدرس ثانوی درجے کو پڑھاتے رہے ہیں لیکن جب ان کی زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو قاری خشک اور پیچیدہ حصے بلائے طاق رکھ دیتا ہے مگر اسلم انصاری کا تعلق اس عہد ساز کتاب سے ایک سے زیادہ سطحوں پر استوار رہا ہے۔

ڈاکٹر اسلم انصاری اپنی کتاب "چودھری افضل حق اور اس کی تصنیف زندگی" میں رقم طراز ہیں:

"ایک معلم کی تدریسی زندگی کے کئی پہلو چپکے ہی چپکے اس کے دل ودماغ پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں اعلی ثانوی مدارج کے اردو لازمی کے نصاب میں جب بھی زندگی کی کوئی کہانی شامل رہی مجھے ایک انجانی سی مسرت حاصل رہی ایک خادم خلق کی کہانی اور ایک پنجابی زمین دار کی کہانی میں نے برسوں نصاب میں پڑھائی ہیں اور بار بار پڑھاتے ہوئے ایک عجیب لطف محسوس کیا ہے اور ہر بار میرا ذہن زندگی کی ادبی اور فکری قدر وقیمت کی طرف مبذول ہو جاتا ہے میں نے ہمیشہ محسوس کیا تو اس کتاب کے اسلوب کا تجزیہ ہونا چاہیے۔" (۱۲)

بلاشبہ زندگی زندہ ومعتبر تخلیق ہے۔ زندگی کی فکری وفنی شیرینی سے خاص مزاج اور مخصوص ذوق کا قاری محظوظ ہو سکتا ہے اسلم انصاری نے اس معتبر تصنیف کا تجزیہ کر کے اپنے تنقیدی وادبی سرمائے میں اضافہ کیا ہے۔

ڈاکٹر وحید الرحمن اس بارے لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

> "انصاری صاحب نے صرف زندگی کے اسرار عیاں نہیں کیے بلکہ اساطیر کا مطالعہ اور اسلوب کا تجزیہ بھی پیش کیا ہے یہ تمام امور انہوں نے نہایت متین، دلکش اور عالمانہ انداز میں انجام دیے ہیں انہوں نے محض تصنیف کو تنقیدی و تحقیقی امنگوں کا مرکز نہیں بنایا بلکہ مصنف کی حیات اور اس کے دور کے سیاسی و سماجی حالات بھی سپرد قلم کیے ہیں اور یوں ایک وسیع تناظر میں زندگی کی معنویت اور مفہوم کو اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے زندگی کو امروز و فردا سے ناپا ہے۔" (۱۳)

زندگی کا اہم موضوع خیر و شر کی مناقشت اور فلسفہ زیست ہے۔ یہ کتاب ارفعیت کی بلندیوں کو چھو نہ سکی لیکن یہ سیر افلاک کی طرح اسلم انصاری کے تصورات و نظریات رسمی نہیں۔ فنی حوالے سے بات کی جائے تو ڈاکٹر صاحب نے کئی نئے پہلوؤں سے شناسائی دلائی۔ اسلوب کے حوالہ سے رعایت لفظی، متوازیت، صوتی آہنگ، نثر مرصع کاری، شعری آہنگ، خطیبانہ آہنگ، نثر معقول، محاکات نگاری کے تناظر میں بڑی عمدہ مثالیں پیش خدمت کی ہیں یہاں تک کہ زندگی کا عالمی ادب سے تقابلی جائزہ بھی کر ڈالا۔ اسلم انصاری لکھتے ہیں:

> "زندگی اپنی خوبیوں کی بدولت اور خامیوں کے باوجود ادب میں انفرادی مقام کی حامل کتاب ہے اس کی اہمیت ادبی لحاظ سے بھی ہے اور فکری نقطہ نظر سے بھی لیکن عجیب اتفاق ہے کہ اسے نہ فکری تاریخ میں اہمیت دی گئی ہے اور نہ ادب کی تاریخ میں اس کا جائز مقام دیا گیا ہے۔ یہ کتاب عظیم نہ سہی ایک زندہ کتاب ضرور ہے اور یہی اس کی اہمیت کی بنیاد ہے۔" (۱۴)

غفلت کا شکار ہونے والی زندگی کو اسلم انصاری نے توجہ کا مرکز بنایا اور زندگی کے اسلوب کا فنی و فکری مطالعہ پیش کر کے بطور نقاد حق ادا کیا ہے

"اردو شاعری میں المیہ تصورات" ڈاکٹر اسلم انصاری کے مقالہ کا موضوع ہے اس مقالہ میں اسلم انصاری نے مشاہیر ادب کے ہاں المیہ تصورات کی نہ صرف کھوج پرکھ کی ہے بلکہ نئے معنی بھی دیے ہیں۔ میر و سودا ،دردو قائم چاندپوری، مصحفی وجرات، ناسخ و آتش، دیاشنکر نسیمو میر حسن، نظیر اکبر آبادی، انیس، مومن، ذوق، ظفر ،غالب، اقبال، حالی، فانی کے کلام میں المیہ تصورات کو تراشا اور نئے مفاہیم بھی عطا کیے۔ مثلاً اسلم انصاری نے مولانا الطاف حسین حالی کے کلام میں اجتماعی غم کو کشید کیا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس بارے اسلم انصاری لکھتے ہیں:

"مولانا حالی کو قدرت نے جو وسعت نظر بخشی تھی وہ بہت جلد ایک وسیع تر نقطہ نظر میں بدل گئی اس کا فوری اثر قومی ہمدردی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ قومی واصلاحی اور مقصدی شاعری میں ان کا عظیم ترین فنی کارنامہ "مسدس مد و جزر اسلام" ہے لیکن اس کے علاوہ بھی انہوں نے کچھ ایسی نظمیں تخلیق کی ہیں جن میں بعض معاشرتی المیوں کا بیان تھا اگرچہ ان المیوں میں قومی پستی کے موضوعات بھی شامل ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ اہم انہیں طبقہ نسواں کے دو المیے دکھائی دیے جن میں سے ایک بیوہ ہو جانے والی عورتوں سے متعلق ہے اور دوسرا عورتوں کی تعلیم اور انسانی حقوق سے محرومی سے متعلق ہے۔" (۱۵)

یاسیت کی بدولت فانی کا نام مشہور و معروف ہے اسلم انصاری فانی کے ہاں گہری یاسیت سے متعلق بات کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"فانی کو اردو شاعری کے دائرہ غم کا نقطہ تکمیل کہنا بہت بڑی تعمیم ہو گی لیکن کچھ ایسی غلط بھی نہ ہو گی لیکن اس کے مقابلے میں فانی کو ایک طویل عہد زوال کے طرز احساس کا منطقی انجام کہنا بھی بے جا نہ ہو گا۔ لکھنوی شاعری کی وہ زوال پسندی جو نشاط پسندی کی نیچے دب گئی تھی بالآخر فانی کی شاعری میں آرزو مرگ بن کر ابھری اور یوں کم از کم لکھنوی شاعری کی زوال پسندی کا دائرہ فانی کی شاعری کی صورت میں مکمل ہوا۔" (۱۶)

غالب کے درج ذیل شعر پر تنقیدی رائے پیش کرتے ہوئے اسلم انصاری کہتے ہیں کہ برباد ہوتی عظمتوں اور اچھلتی پگڑیوں کے عہد میں غالب کا شرفاء کا شیوہ اختیار کرنا غم پسندی ایک پہلو نہیں تو اور کیا ہے۔

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر ہو کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

اس شعر کی تفہیم سے اسلم انصاری نے نئے نئے معنی انکشاف ممکن بنایا ہے۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال اپنے عہد کے عظیم مفکر گزرے ہیں۔ اردو تنقید میں کلام اقبال کے شعبے نے جو ارتقا کی منازل طے کی ہیں شاید بعض لوگ سوچ بچار میں پڑ جاتے ہیں کہ اقبال پر کیوں اتنا لکھا جا رہا ہے۔ اقبالیات پر لکھنے والوں نے اقبال کے فکر و فن کے حوالے سے تشنگی محسوس کی شاید کوئی ایسا پہلو رہ گیا ہو جس پر بطور محقق یا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

بطور ناقد کام ممکن ہو ایسے سوالات ذہن میں آنا انسانی فطرت ہے۔ عظیم فطرت اور ارفع و اعلیٰ دونوں انسان کو سوچنے اور سوالات پر اکساتے ہیں۔ اقبال پر بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے۔ ممکن ہے اس میں تکرار و اعادہ کی صورتیں ہوں۔ عظیم شاعروں کا عظیم فن اس مسلمہ حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ان کا کلام انسان کے اذہان کو فکر و تخیل اور جذبات سے متاثر کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ کلام ایسی خوبیوں سے مزین ہوتا جو جس کا تعلق کسی عہد یا دور حکومت سے نہیں بلکہ آفاقی ہے۔ ویسے کسی شاعر کی اعلی شخصیت کا انحصار زیادہ تر ان کے فنی اور فکری خوبیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو انسانی جذبات واحساسات اور فکر وخیال کو ہر آنے والے عہد میں متاثر کرتی رہتی ہیں فن اقبال تمام خوبیوں سے آشنا ہے۔ کلام اقبال انسانی فکر و تخیر کو متاثر کرنے کے ساتھ متحرک بھی کرتی ہے اس لیے قاری ان خوبیوں سے استفادہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

موجودہ دور میں اقبال شناسی ایک علمی روایت ہے، جس کی بنیاد، حیات و افکار اقبال کی تفہیم کے سلسلہ میں کی جانے والی کاوشیں ہیں۔ اس لیے اقبال شناسی سے وابستہ اہل علم کو اقبال شناس، اقبال اسکالر یا ماہر اقبالیات کہا جاتا ہے۔ اس عظیم مفکر کے افکار سے دنیا بھر کے انسانوں (مسلمانوں) کو بیداری کا درس ملتا ہے۔ اقبال نے جو نظریات پیش کیے، وہ سوچ، شخصیت اور ارتقاء کو ابھارنے کے لیے مفید اور کار آمد ہیں۔ اُردو میں اقبالیات کا اضافہ یقیناً اس کے علمی و ادبی سرمائے کو بھی مزید تقویت دیتی ہے۔ یوں تو اقبال کے فکر و فن پر بہت کچھ لکھا گیا اور ابھی بھی لکھا جا رہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا لیکن اقبالیاتی فکر کو عہد نو تک پہنچانے کا بیڑا جنھوں نے اٹھایا، انہی میں ایک نمایاں نام ڈاکٹر اسلم انصاری کا ہے۔ ان کی انفرادیت کی وجہ، ان کا منفرد اور سہل اسلوب ہے۔ انہوں نے اقبالیات کے کئی فکری گوشے وا کیے۔ اس حوالے سے ان کا علمی وادبی اثاثہ واضح اہمیت کے حامل ہے

بطور اقبال شناس ڈاکٹر اسلم انصاری نے جو کچھ بھی لکھا، وہ اپنے آپ میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔ انھوں نے فکر اقبال کے تخلیقی پہلوؤں اور گوشوں کو اجاگر کیا۔ ملتان سے تعلق رکھنے والے نامور محقق، نقاد، اقبال شناس، شاعر، مترجم اور کالم نگار ڈاکٹر اسلم انصاری ہمہ جہت علمی و ادبی شخصیت کے مالک ہیں۔ پڑھنے لکھنے کا شغف ان میں قدرتی طور پر ودیعت تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں مزید پختگی آتی گئی۔ انھوں نے بطور ماہر اقبالیات، نقاد، محقق، شاعر، خطاط اور مصور کی بنیاد پر خود و علمی اور ادبی حلقوں میں منوایا اور علم و فن میں نئی راہیں تلاش کیں۔

محمد افتخار شفیع لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

"مشرقی اقدار کے رسیا اور مذہبی نظریات کے شیدا، ڈاکٹر اسلم انصاری مسلم تہذیب و تمدن اور اسلامی آئیڈیالوجی سے گہرا شغف رکھتے ہیں۔ وہ ادب میں بھی مقدار سے زیادہ معیار کے قائل ہیں۔"(۱۷)

ڈاکٹر اسلم انصاری کی دوران طالب علمی مختلف ادیبوں، شاعروں اور اہل علم و دانش سے وابستگی رہی، ڈاکٹر سید عبد اللہ اور سجاد باقر رضوی سے اکتساب فیض کا موقع ملا، جس سے ان کی ادبی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا ہوا۔ درس و تدریس کے علاوہ ان کی وابستگی آرٹس کونسل سے بھی رہی، حکومت کی طرف سے انھیں تمغہ امتیاز سے بھی نوازا گیا۔ اقبالیات کے ضمن میں ان کی تصانیف "اقبال عہد آفریں شعر و فکر اقبال اقبال: عہد ساز شاعر اور مفکر اور فیضانِ اقبال (منظوم اقبالیات) قابل ذکر ہیں۔ اقبال شناسی کے حوالے سے ان کی کتاب "فیضانِ اقبال" کو سراہتے ہوئے ڈاکٹر وحید الرحمن خان لکھتے ہیں:

"فیضانِ اقبال کے مصنف کو اقبال کے افکار و خیالات سے غیر معمولی شغف ہے۔ وہ ان کی شاعرانہ عظمت کے قائل ہیں اور ان کے اسلوب کے مداح۔ فلسفہ ان کا خاص میدان ہے اور فنونِ لطیفہ ان کے لیے ذوق تسکین کا سامان، وہ ایک بالغ نظر نقاد ہیں اور ایک نغز گو شاعر یوں وہ تمام اوصاف جو شاعر کی ذات میں موجود ہیں، اس مجموعے میں بھی یکجا ہو گئے ہیں۔" (۱۸)

ڈاکٹر اسلم انصاری نے اپنی عمر کا بڑا حصہ فکر اقبال کی ترویج و اشاعت صرف کیا۔ معلم کی حیثیت سے بھی اقبال ان کی فکر و شعور کا تکمیلی ذریعے بنے رہے۔

اقبال شناسی میں ان کی پہلی تصنیف " اقبال: عہد آفریں" اہم اثاثہ تصور کی جاتی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ کاروان ادب ملتان سے ۱۹۸۸ء میں اور دوسری بار ۲۰۱۱ء میں اقبال اکادمی سے طبع ہوئی۔ کل صفحات کتاب ۲۶۳ اور مضامین کی تعداد ہے۔ اقبالیات کے حوالے سے یہ ان کے مضامین کا پہلا مجموعہ ہے۔ کتاب کی انفرادیت کی وجہ، ڈاکٹر اسلم انصاری کا صاحب علم ہونے کے ساتھ، ساتھ فکری موضوعات کا وضاحت سے احاطہ کیا ہے۔ اس تصانیف کی غرض و غائیت اور مضامین میں موضوعات کے چناؤ میں تنوع کے ساتھ داخلی ربط بھی موجود ہے، جسے بآسانی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ زیر مطالعہ کتاب میں فکر اقبال کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے ساتھ، کچھ نئے موضوعات کو پہلی بار زیر بحث لایا گیا تھا، جس سے فکر اقبال کو سمجھنے اور سمجھانے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ زیر مطالعہ کتاب میں اقبال

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

کی فکر اور فن کے موضوع کو منفرد انداز میں پیش کیا گیا۔ت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والوں افراد اور طابعلموں کے لیے یہ کتاب خاصے کی شے ہے۔ مضامین فکر آمیز اور حقیقی تنقیدی بصیرت سے میز ہیں۔

کتاب کا پہلا مضمون اقبال: عہد آفریں میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے تمہیدی انداز میں شاعری کی تاریخ و پس منظر کا مختصر مگر جامع انداز میں احاطہ کیا گیا ہے۔ اقبال کی شعری عظمت اور اردو شاعری میں ان کے پیدا کردہ انقلاب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ زبان اور اسلوب کے تئیں جو شعری تعمیر نو اقبال کے ہاتھوں ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ غالب نے جو انفرادیت غزل کو بخشی، وہی عروج، اقبال نے اُردو شاعری کو عطا کیا۔ انہوں نے نظم میں نئے ڈکشن اور اسلوب کا اضافہ کیا۔ بلاشبہ بیسویں صدی پر ان کے شعری اثرات کے باعث ہم ان کو دبستانِ اقبال قرار دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر اسلم انصاری کے نزدیک:

> "اقبال نے غزل میں الفاظ کی مرتکز تہ داری کی بجائے الفاظ کی نامیاتی پیش رفت کو اہمیت دی، اور یوں اُردو غزل کو لسانی اور فکری پھیلاؤ کی نادر فنی صورتیں میسر آئیں۔"(۱۹)

مضمون میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے علامہ اقبال کو وسیع علمی قلمی اور ادبی شعور کا اہل شاعر قرار دیا ہے۔ اقبال کی لسانی تشکیل نے مرکزی حیثیت محاورے و تلازمے کے بجائے زبان کو فطری پن اور وسعت عطا کی۔ یہی وہ سبب ہے جس سے فکر و فلسفہ اقبال آفاقی و عالمگیر حیثیت اختیار کر گیا اور اسی سبب سے اقبال کی شاعری، فکر و فن، فلسفہ ہر چیز میں میں ایک الگ اور نمایاں بصیرت نظر آتی ہے۔ اسلم انصاری چوں کہ خود بھی مصوری اور خطاطی کرتے رہے، اس لیے وہ دوسروں کے مصورانہ شاہکاروں میں بھی گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ اقبال کی شاعری کو مصورانہ رنگ اور زبان دینے والے مشہور و معروف مصور عبدالرحمن چغتائی کے کام پر مفصل گفتگو کی ہے۔ چغتائی بھی ایک عہد ساز اور رجحان ساز مصور تھے۔ انھوں نے اقبال کو شاعر مشرق اور عبدالرحمن چغتائی کو مصور مشرق قرار دیا اور ان کی مشابہت و یکسانیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ پھر انہوں نے قدیم فن مصوری کے ساتھ مشرقی اور مغربی روایت پر روشنی ڈالی ہے، البتہ، کہیں کہیں مخصوص حقائق و نظریات کے پیش نظر بیان میں بحث و تکرار بھی ملتی ہے۔

عبدالرحمن چغتائی کی مکمل سوانح و حالات کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ اُن کی مصورانہ انفرادیت اور امتیاز خصوصیات کو خوبصورتی سے اجاگر کیا ہے۔ عبدالرحمن چغتائی نے مصوری سے اپنے فن کو از سر نو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

تشکیل دے کر اس میں مفقود ادبی چاشنی کا رنگ بھی بھرا۔ مضمون میں ڈاکٹر اسلم انصاری کی زبان ادبی بلکہ ماہر مصور شناس کی زبان کا شائبہ ملتا ہے ، انھوں نے چغتائی کے فن کی بو قلمونیوں اور موشگافیوں سے پردہ بھی اٹھاتے ہیں۔اقتباس ملاحظہ کیجئے:

> "اس کی تصویری سطح کا کوئی رقبہ رنگ کی نور کی افشانی اور تابانی سے خالی نہیں۔وہ اپنے خطوط کے ذریعے زندگی کی صلابت کو ظاہر کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔وہ اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ارفعیت کی تجسیم کر سکیں لیکن اُنھوں نے زیادہ تر لطیف، غنائی تصویر میں بنائی ہیں۔جو مشرق کی غنائی شاعری کے مصورانہ بدل ہیں۔"(۲۰)

ڈاکٹر اسلم انصاری نے اقبال کی شاعری کی مصورانہ قدر و قیمت کو بھی اجاگر کیا ہے جس میں ان کے شعری اسلوب، ڈرامائی عنصر اور بصری خوبیوں کی اہمیت مسلم ہے۔ انھوں نے ایک کو شاعری اور دوسرے کو مصوری کی فکر کے ذریعے دیکھا ہے، دونوں کے تصور مشرق کا تقابل کرتے ہوئے کئی توضیحات پیش کی ہیں۔ چغتائی کی مصورانہ صلاحتیں اور اقبال کی شاعرانہ عظمت کا تجزیہ کمال خوبصورتی سے کیا گیا ہے گویا یہ مضمون فکر اور آرٹ کی عمدہ تنقید بھی ہے۔شاعر اور مصور کی صلاحیتوں اور انتھک کوشش و محنت کو سراہا گیا ہے۔البتہ کہیں کہیں طوالت کا شائبہ بھی ملتا ہے۔

انہوں نے اقبال کو شاعر مشرق اور عبد الرحمن چغتائی کو مصور مشرق قرار دیا ہے، جو ان کی خدمات کے ضمن میں سو فیصد درست ہے۔ انھوں نے اقبال اور چغتائی کے فن اور اس کی خصوصیات اور عظمت کو اجاگر کرنے کوشش کی ہے۔وہ مشاق فن شناس کی طرح ان کی فکر وفن کا جائزہ لیتے ہیں۔انھوں نے اقبال کو مشرقی معلم یا معلم عظیم قرار دیا ہے۔اس حوالے سے انھوں نے مختلف دلائل دے کر اقبال اور ان کے کلام کو آفاقی اور عہد آفریں شاعر ثابت کیا ہے۔غرض ڈاکٹر اسلم انصاری کا یہ مضمون خوبصورت اور فکر انگیز ہے۔

اقبال کی بیانیہ شاعری میں اسلوب کی سادگی اور شعری روایت کے نشانات سے جو مثبت تبدیلیوں کو بیان کیا ہے۔اس کا اسلوب سادہ کوئی تصنع ،بناوٹ، ابہام، الجھن نظر نہیں آتی ہے۔ مضمون کا خاتمہ منطقی نیجے کے طور پر کیا ہے۔انھوں نے اقبال کی امیجری اور ڈرامائی انداز میں نظموں کو موضوع بناتے ہوئے فارسی اشعار کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔انھوں نے اپنے خیالات کو قابل فہم بنایا جو ان کے نکتہ نظر اور اقبال کے متعلق گہرے مطالعے کا غماز ہے۔ مضمون اقبال اور عشق رسول، میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے نعت وصفات کے بیان کی روایت کا سراغ بعثت وولادت نبی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

اکرم سے لگایا ہے۔ پھر ادبیات کے ضمن میں فارسی سے ہوتے ہوئے غالب تک آتے ہیں۔ اقبال کی اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں نعتیہ شاعری کے حوالے سے انہوں نے اقوال و اشعار بھی درج کیے ہیں۔ انھوں نے اقبال کی نبی کریم کی سیرت و اسوۂ حسنہ سے وابستگی کا اظہار بڑے منطقی انداز میں کیا ہے۔ انھوں نے محبت و عقیدت سے اقبال کی شاعری میں اس مرکزی نقطے کو موضوع بناتے ہوئے، اقبال کے عشق رسول میں فکری شعور کی نشاندہی کی ہے۔ ڈاکٹر اسلم انصاری لکھتے ہیں:

> "انھوں نے مقام رسالت اور ہدایت نبوت کو جدید علوم کی روشنی میں نفسیاتی اور فلسفیانہ توجیہات کے ساتھ عصر نو کے درماندہ ذہن اور شکستہ و حیران دل کے سامنے پیش کیا۔" (۲۱)

ڈاکٹر اسلم انصاری نے اقبال کی شاعری میں نعتیہ رنگ کی نشاندہی کی اور کئی متروکات اقبال کا حوالہ بھی ہوتا ہے۔ یوں اقبال سے ان کی گہری عقیدت اور محبت کے رشتے کا احساس بھی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اسلم انصاری کی اقبال شناسی کے ضمن میں سوچ بچار، غور و خوص کے ساتھ ریاضت اور قلمی مشاق نظر آتی ہے جو مصنف کی کتاب کے مطالعے میں دیکھی جا سکتی ہے۔

"اقبال کی شاعری میں ڈرامائی عناصر" میں اقبال کی شاعری کے کلائمکس اور مکالماتی انداز کی خوبیوں کی موجودگی کا سراغ لگایا گیا ہے۔ مغربی و یونانی مفکرین کے تذکرے کے ساتھ اقبال کی طویل نظموں میں ان عناصر کی موجودگی کو سامنے لائے کی کوشش کی گئی ہے، جس سے عمدہ مکالموں اور ڈرامائی انداز کے ساتھ، کرداروں کی فنی فکری، اور تکنیکی خوبیوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس سے علامہ اقبال کا لفظی تخیل وسیع نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے اُن پر تنقید و تحقیق کرنے میں خاص محنت و ریاضت کا ثبوت دیا ہے۔ مضمون "اقبال کا لفظی تخیل میں لفظ و معنی پر مضبوط گرفت، لفظوں کے بھید سے آگہی اور مکالماتی و ڈرامائی کرداروں میں کئی نئے لفظ و اصطلاحات وضع کیے گئے ہیں، جس نئے لفظ ایجاد ہونے کے ساتھ قدیم الفاظ کی تجدید نو بھی دیکھی جا سکتی ہے، زروان سے لے کر زندہ رود، وادی مرغمید یا وادی طواسین، مرغدین، برخیا اور فرز مرز وغیرہ جیسے الفاظ کا استعمال اور ان الفاظ کی مختصر تشریح و توضیح بھی پیش کی گئی ہے۔ مضمون کے اختتام پر یہ بتایا گیا ہے کہ علامہ اقبال نے کئی قدیم اور غیر معروف الفاظ کو تاریخی پس منظر دے کر جدید اعلیٰ فکری شعور سے کام لیتے ہوئے انھیں نئے معنی اور مفاہیم عطا کیے اور اردو لغت میں یہ الفاظ و اصطلاحات ایک خوبصورت اضافہ ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

"اقبال اور احمد شاہ ابدالی" میں مسلمان حکمرانوں میں اقبال کی انسیت و وابستگی دیکھی جاسکتی ہے۔ انھوں ٹیپو سلطان، احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ کے مشہور کرداروں کو بیان کیا۔ احمد شاہ ابدالی کی تاریخ پیدائش، ایام زندگی اور نادر شاہ کے اقدامات کی افادیت کا پتا چلتا ہے جس سے تاریخ آگہی اور ان علاقوں کی طرز بود و باش کا پتا بھی چلتا ہے، جو ڈاکٹر اسلم انصاری کی علمی قابلیت اور فنی لیاقت قلمی مساعی اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس مضمون میں جاوید نامہ کے تناظر میں، ان کی فکری فنی تکنیکی میں ارتقائی شعور کو اجاگر کرنے کی سعی ملتی ہے، جیسے ڈرامائی کردار اور حالات و واقعات، جاوید نامہ میں بدلتے ہیں، ویسے علامہ اقبال کے اشعار کا اسلوب بھی اسی رو میں بہتا ہوا، ڈرامائی طرز اختیار کر لیتا ہے۔ علامہ اقبال اور احمد شاہ ابدالی کے تعلق کو تاریخی حقائق کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ مضمون " اقبال اور نسل نو" میں ڈاکٹر اسلم انصاری علامہ اقبال کی فارسی اور اردو شاعری کے کئی اشعار کو مختلف حوالوں سے تشریح و توضیح پیش کرتے ہیں، علاوہ ازیں فارسی اشعار مع ترجمہ درج کیے گئے ہیں۔ البتہ مضامین میں کچھ اشعار میں پروف یا کمپوزنگ کی کوتاہیاں بھی نظر آتی ہیں

سلطان ٹیپو کی وصیت کے جو اشعار درج کیسے ہیں ان کا درج ذیل شعر کتاب کے صفحہ نمبر ۲۵۲ کمپوزنگ یا پروف کی غلطی ملتی ہے۔

"باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک پر
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

جبکہ درست شعر اس طرح ہے:

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول"(۲۲)

البتہ یہ امر مسلم ہے کہ کتاب کے تمام موضوعات منفرد اور جدا ہیں۔ جس میں ایک منطقی ربط موجود ہے۔ یہ کتاب علامہ اقبال کے فکر و فن کو اجاگر کرنے میں اہمیت کے حامل ہے، جن سے نہ صرف فکر اقبال سے شناسائی ہوتی ہے بلکہ علامہ محمد اقبال کی زندگی اور ذات کے متنوع جہات و گوشوں سے بھی پردہ اٹھتا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کہتے ہیں:

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

> ”اسلم انصاری اقبال کے مداح ہیں اور اسلامی تاریخ و تفکر کا وہ شعور رکھتے ہیں جو اقبال کی شاعری کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ اسلم کے یہ مضامین اسلم کی علامہ سے گہری وابستگی کیساتھ اقبال کی شاعری اور متعلق علوم کے وسیع مطالعے کا ثبوت ہیں۔“(۲۳)

کتاب کی تشکیل و ترتیب میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے مشرقی و مغربی علوم وفنون کو سامنے رکھا ہے، جس سے ان کی ناقدانہ خصوصیات کا پتا چلتا ہے۔ فکر اقبال کی تفہیم میں یہ پیش رفت قابل تحسین عمل ہے۔ وہ ایک ذہین نقاد کی طرح فکر اقبال کی نئی صورتوں کو پیش کرتے ہیں

کتاب ”اقبال: عہد ساز شاعر اور مفکر“ میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے اقبال کے فکر و فلسفے پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی ہے یہ کتاب اقبال شناسی میں ایک اور خوبصورت اضافہ ہے۔ ۱۵۵ صفحات پر مشتمل مختصر کتاب پہلی بار ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔ جس میں ۱۳ اردو اور ۱۳ انگریزی کے کل ملا کر ۱۶ مضامین ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مضامین کسی خاص موقع کے لیے تحریر تحریر کیے گئے ہے ہیں۔ مضامین کے اختتام پر ما خذات کا اندراج بھی ہے، جس سے کتاب کی قدرومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کتاب کا پہلا مضمون ” اقبال کے تصور شاعری کا ارتقاء اور حرف شیریں کی بحث میں پیرزادہ احمد اعجاز کے مکتوب کی اقتباس سے اقبال کے اشعار میں موجود انگریزی ترجمہ کرتے ہوئے ابہام کو بیان کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے اقبال کی شاعرانہ عظمت اور عہد آفرینی کو موضوع بناتے ہوئے، پہلے شعر و ادب کے ارتقاء اور اہمیت و افادیت کو مفصل انداز میں پیش کیا، ساتھ ہی مشرقی و عربی روایت کے پس منظر میں انگریزی ادب کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

اردو شاعری اور دیگر ادبیات میں ایسے کم ہی شعراء ہیں جنہیں عہد آفریں کا نام دیا جاسکتا ہے۔ علامہ اقبال نے زبان وادب، تہذیب و تمدن، ثقافت اور تاریخ پر اپنی فکر و فلسفے کے ان مٹ نقوش چھوڑے۔ اسی طرح مضمون زندہ رود شعر اقبال میں علامت ذات میں اس علامت کی اقبال کی ذات سے مماثلت کو جوڑنے اور استعمال کرنے کی مختلف توجیہات کو بیان کیا گیا ہے۔ زندہ رود " کے معنی ہیں، رواں بہنے والا، دریا یا ندی جو کبھی خشک نہ ہو۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے اس لفظ کو پوری تاریخی پس منظر کے طور پر اس کی توضیح پیش کی۔ جرمن شاعر اور فلسفی گوئٹے ، جو رسول پاک سے گہری محبت اور انسیت رکھتا تھا، اپنی نظم ” جوئے آب، موسوم بہ نغمہ محمد کا اقبال نے آزاد ترجمہ کیا، جو اقبال کے فارسی کلام پیام مشرق موجود ہے۔ اس نظم میں شاعر نے رسول پاک کو رواں دواں جوئے آب سے تشبیہ دیتا ہے۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ مزید وسیع اور کشادہ ہو جاتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر اسلم انصاری کا قیاس ہے کہ اقبال کے ذہن میں زندہ روڈ" کا خیال اور اس لفظ کی ترکیب و استعمال شاعر و فلسفی گوئٹے کے پیش کیے گئے اس استعارہ سے ابھری ہے۔ اسی طرح اقبال، زروان اور زروانیت میں خاص ایرانی مابعد الطبیعات کی علامت جو جاوید نامہ میں بھی ملتی ہے کہ یہ لغت میں " زروان اور زرہون " آپس میں متبادل الفاظ ہیں۔ جس کے معانی بزرگ دانش ور کے ہوسکتے ہیں، مگر تسلیم شدہ معنی " وقت اور لازمان" کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ علامہ اقبال وقت کی اہمیت کے پیش نظر یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ زمان و مکاں کے ضمن میں اقبال " زروان" کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ الفاظ سفر معراج کے لیے استعمال کیے۔

"زروان کہ روح زمان و مکان است
مسافر را بسیاحت عالم علوی می برد"(۲۴)

اقبال اور فیضی میں فارسی کے اہم شعراء کا حوالہ دیتے ہوئے، عرفی کے اشعار کی جو تضمین کے طور پر موضوع بنایا۔ اقبال نے نظیری کے بعد جس شاعر کا اثر قبول کیا، وہ ملک الشعراء فیضی ہیں۔ ایک آدھ غزل میں اقبال نے جو فیضی کی زمین سے استفادہ کیا اس کا ذکر بھی مضمون میں موجود ہے۔ کچھ زبور عجم سے غزلیات لے کر مصنف نے ان کی تشریح و وضاحت کے ساتھ گہرا فلسفیانہ شعور کو بھی اجاگر کیا ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر جاوید اقبال کی اقبال شناسی اور ترجمانی کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین فکر اقبال کو اجاگر کرنے کی مساعی اور اس ادبی کاوش کو سراہتے ہوئے لکھتی ہیں:

"اقبالیات، جناب اسلم انصاری کا ایک محبوب اور مستقل موضوع ہے جو بلاشبہ ان کے فطری و طبعی میاان کا عکاس ہے۔ ان کے اقبالیاتی سرمائے سے ظاہر ہے کہ وہ اقبال کی فلسفیانہ مشکرانہ اور شاعرانہ جہات پر مدلل، فکر انگیز اور قابل فہم اسلوب میں اظہار خیال کی نابغانہ استعداد رکھتے ہیں۔۔۔ ان کی یہ تصنیف ذخیرہ اقبالیات میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہے جس کی بہار دائی اور دیدنی ہے۔" (۲۵)

ڈاکٹر اسلم انصاری کی تنقید و تحقیق کا سب سے بڑا موضوع اقبالیات ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے کئی اقبال شناسوں سے بھی اثر قبول کیا۔ اس حوالے سے وہ خود کہتے ہیں:

"پہلا نام تو خلیفہ عبدالحکیم ہی کا ہے۔ جن کی اقبال، غالب اور رومی کی تشریحات نے مجھ پر بہت گہرا اور دیرپا اثر مرتب کیا۔ دوسرا نام ڈاکٹر یوسف حسین خاں کا ہے۔ تیسرا بڑا نام سید

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

نذیر نیازی کا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کی زندہ زود بھی ایک متاثر کن کام ہے۔ اس کتاب نے اقبال کو بحیثیت انسان سمجھنے میں بہت مدد دی ہے۔"(۲۶)

اقبال پر لکھے گئے مضامین میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے اپنے تیئں بھرپور کوشش کی، اقبال ان کی پسندیدہ شخصیت ہیں جن سے وہ خاصی عقیدت و محبت رکھتے ہیں، یہ عنصر کام کی نوعیت میں نکھار پیدا کرتا ہے۔ انھوں نے نسل نو تک فکر اقبال کی رسائی کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس میں وہ کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کا عشق، محنت اور لگن انہیں دیگر اقبال شناسوں سے ممتاز کرتا ہے۔ انھوں نے فکرِ اقبال کی عالمانہ اور فلسفیانہ تشریح و توضیح کے ساتھ اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے۔ بطور اقبال شناس وہ تنقیدی اص ل اصولوں اور معیارات کو مقدم رکھے رکھتے ہیں۔ ان کی تحریروں فنی ارفعیت، بالیدگی اور تحقیقی و تنقیدی نظر کی پختگی کا ثبوت ہیں۔

ڈاکٹر اسلم انصاری علامہ اقبال کے - فکر و نظریات اور مقاصد پر بحث کرتے ہوئے تاریخی و تہذیبی حقائق اور واقعات کو سامنے لے آتے ہیں، جو ایک منفرد سوچ کا حامل ادیب ہی کر سکتا ہے۔ ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے فکر اقبال کو کثیر الجہتی تناظر میں دیکھا۔ اقبال کی شاعری خودی، امید اور زندگی کی مثبت پہلوؤں کو فکر رسا کے طور پر پیش کیا۔ ڈاکٹر اسلم انصاری کی فکری جہتوں کو ابھارنے میں اقبال کا کردار ایک بزرگ دانش ور سا ہے۔ ان کی اقبال پر تنقید و تحقیق کی وجہ سے ان کی اپنی تخلیقات میں بھی اقبال کا گہرا اثر نظر آتا ہے۔ ایک شاعر ہونے کے ناطے اسلم انصاری کا شعر و ادب کی زبان یعنی الفاظ و تراکیب، استعارے، تشبیہ وغیرہ کی نزاکتوں اور رمز شناس سے واقف ہیں، وہ امیجری، علامات اور استعاراتی اسلوب ان کی نثری، تنقیدی اور اقبالیاتی تحریروں میں بھی بار پاتا ہے۔ اور عصری بصیرت و آگہی کبھی بھی ان کی تحریروں اور ذہن سے محو نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر اسلم انصاری کا مطالعہ کثیر الجہتی سے عبارت ہے اس میں کہیں بھی یک رخی نہیں ہے۔ مشرق و مغرب کے ادب تہذیب وغیرہ کا انھوں نے بغور مطالعہ کیا اور پھر ان تصورات و نکات کو اخذ کیا جو ان کے لیے اہمیت کے حامل تھے۔ اسلم کی تحریریں اور فن ارفعیت سے عبارت ہے۔ جس کے لیے انہوں ایک عرصہ محنت کی ہے۔ بہر حال ڈاکٹر اسلم انصاری ساٹھ کی دہائی کے پر ہجوم دور میں بھی لکھنے والوں میں اپنی قابلیت کا لوہا منوانے میں کامیاب ہوئے۔ حالاں ابھی بھی انہیں وہ مقام اور عزت نہیں مل سکی جس کے وہ مستحق تھے۔ ڈاکٹر وحید الرحمن خان لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

”اسلم انصاری نے اقبال کے رنگ سخن کی تقلید کی ہے لیکن یہ تقلید دراصل ایک نئی طرز کی تشکیل ہے۔ فکر اقبال کی شاعرانہ ترجمانی جہاں تحسین اور ستائش کا حق ادا کرتی ہے وہاں تفہیم اور تشریح کے علمی تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہے۔ اسلم انصاری نے اقبال کے بنیادی تصورات کو تخلیقی سطح پر قبول کرتے ہوئے ایک ایسا آئینہ خانہ تعمیر کیا ہے جس میں نت نئے عکس ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔“ (۲۷)

اسلم انصاری نے بھی بطور ناقد اقبالیات کا جائزہ لیا اور کلام اقبال پر کئی کتب لکھی جن میں ”اقبال عہد آفریں“، ”شعر و فکر اقبال“، ”اقبال عہد ساز شاعر اور مفکر“، ”فیضان اقبال“، ”منظوم اقبالیات“، ” اقبال چند مطالعات“ شامل ہیں۔

اسلم انصاری اپنی کتاب ”اقبال عہد آفریں“ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

”اقبال کے شاعری اور ان کی دوسری تحریریں ایک جہان معنی ہیں ان تحریروں کے متعلق اور ان کے فکری اور فنی لوازم ہمیں مسلسل غور و فکر پر آمادہ کرتے رہتے ہیں۔ اقبال عہد افریں کے مضامین میں موضوعات کے تنوع کے باوجود ایک داخلی ربط موجود ہے جسے باآسانی محسوس کیا جاسکتا ہے اس ربط کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ یہ سب مضامین اقبال کے فکر و فن کو سمجھنے کی کوششوں کا نتیجہ ہے اس لیے ناگزیر طور پر ان میں باہمی تعلق موجود ہے۔“(۲۸)

اقبال شناسی کے ضمن میں اسلم انصاری کی تصنیف ”اقبال عہد آفریں“ کا شمار اہم ترین تصانیف میں ہوتا ہے۔ ۱۷ مضامین پر مشتمل ”اقبال کے فکر و فن“ کو نئے افہام و تفہیم کے ساتھ اپنی ناقدانہ رائے کے ذریعے اسلم انصاری نے پیش کیا ہے۔ بظاہر مختلف لیکن باہم مربوط مضامین کے حوالے سے ڈاکٹر اسلم انصاری رقم طراز ہیں:

”اقبال کے فکر و فن کی عظمت کے متعارف پہلوؤں کے علاوہ انہیں سے متعلق اور بھی کئی ایسے پہلو ہیں جو عام طور پر خیال عظمت کی تیز روشنی میں چھپے رہتے ہیں لیکن تنقیدی نقطہ نظر سے کسی طرح کم اہم نہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ اقبال کے فکر و فن کے بہت سے گوشے موجود ہیں جو اقبالیات کی روز افزوں ثروت مندی کے باوجود اقبال کے طالب علموں اور نقادوں کے لیے دعوت فکر کا باعث ہیں۔“ (۲۹)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

اسلم انصاری اپنی کتاب "اقبال عہد آفریں" کے پہلے مضمون میں اقبال کو وسیع اور رچے ہوئے علمی شعور کا حامل شاعر قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اقبال نے علم کی زبان کو بالعموم ایک نئی تبدیلی سے روشناس کیا انہوں نے اپنی لسانی تشکیل کی بنیاد محاورے اور پرانے تلازمات کی بجائے زبان کے فطری عمل پر رکھی اسی حقیقت کے پیش نظر فن اقبال عہد آخر تک حیات آفریں تصورات کا سرچشمہ رہے گا۔ اقبال اردو نظم گوئی کے ایک پورے دور حیات کے خالق ہیں غزل کی بات کی جائے تو انداز نئی جغرافیائی دنیا کو رنگین، تخیل اور جذبہ سرگرم کے ساتھ پیوند کرتا ہے۔ مصور اقبال کے عہد ساز نقاد عبدالرحمن چغتائی کی فوٹو البم سے مزین جاوید نامہ کا انگریزی ترجمہ تیار کروانا اقبال کا دیرینہ خواب تھا لیکن کسی مصلحت کے باعث چغتائی اقبال کے معیار کو نہ پا سکے البتہ استاد اللہ بخش نے اس سلسلے میں اقبال کو کسی حد تک مطمئن کیا۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے چغتائی کی فوٹو البم کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا اور کہیں کہیں ان تصاویر کے مثبت پہلوؤں کے ساتھ منفی حصوں پر بھی کھل کر تنقید کرتے نظر آتے ہیں۔

اقبال کا عشق رسول ﷺ دیگر شعرا سے منفرد ہے جس میں جگہ جگہ سوز و فراق، عشق و جنوں، سرور و مستی جیسی کیفیات سے مزین ہے۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے فکر اقبال کے اس غالب پہلو پر بڑی عقیدت کے ساتھ اپنی ناقدانہ رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اقبال کی انفرادیت اس میں نہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کی۔ ان کی انفرادیت اس میں ہے کہ انہوں نے مقام رسالت اور ہدایت نبوت کو جدید علوم کی روشنی میں نفسیاتی اور فلسفیانہ توجیحات کے ساتھ عصر نو کے درماندہ ذہن اور شکست و حیران دل کے سامنے پیش کیا۔"(۳۰)

اقبال سمجھتے ہیں کہ تاریخ ایک تلخ حقیقت ہے جس سے انسان لمحہ بہ لمحہ استفادہ کرتا ہے۔ اس طرح اسلم انصاری نے اشپنگلر اور ابن خلدون کے فکر و خیال کی روشنی میں اقبال کے تصور تاریخ پر اپنا تبصرہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اقبال کا تصور تاریخ بہت حد تک قران کریم کے تصور تاریخ ہی کی تعبیر و تفسیر ہے۔ تاریخ کے بارے میں ان کا سب سے بڑا دعوی کہ یہ استقرائی عمل کا بہت بڑا ماخذ ہے۔ قران کریم کے اصول تاریخ سے مستنبط ہے اسی اصطلاحاً تاریخی استقرا کہہ سکتے ہیں اسے منطقی استقراء کی ایک عملی صورت سمجھنا چاہیے۔" (۳۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

اقبال نے محکوم قوم میں آنکھ کھولی لیکن روح بیدار تھی۔ اسی آزادانہ شعور کے تحت اقبال نے ۱۱۶۸ اشعار پر مشتمل مثنوی "بندگی نامہ" تخلیق کی جو کہ اسلم انصاری کے لیے کشش کا باعث بنی۔ ویسے تو اسلم انصاری نے "بندگی نامہ" کے چار بڑے موضوعات کو اپنی بحث کا موضوع بنایا مگر ایک خوفناک جہنمی منظر پر جیسے موضوع پر بات کرتے ہوئے اسلم انصاری کا خیال ہے:

> "بندگی نامہ ۱۹۲۶ء ہی میں یا اس سے کچھ قبل لکھی گئی اور "زبورِ عجم" کے بعد اقبال کی جو شعری تصنیف شائع ہوئی وہ ان کی عظیم الشان مثنوی "جاوید نامہ" تھی جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ تین سال میں مکمل ہوئی۔ جاوید نامہ کا سال اشاعت ۱۹۳۲ء ہے گویا اس کا آغاز ۱۹۲۹ء یا ۱۹۲۸ء میں ہوا ہوگا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ بندگی نامہ کے فوراً بعد اقبال نے جاوید نامہ لکھنا شروع کیا ہو اور کیا یہ ممکن ہے کہ جاوید نامہ لکھنے کی فوری تحریک اقبال کی متخیلہ کو بندگی نامہ کے اسی جہنمی منظر سے ہوئی ہو۔" (۳۲)

اقبال نے حصول علم پر زور دیا حصول علم حکمت کاملہ کے لیے ناگزیر ہے۔ اسلم انصاری نے اقبال کے مفکر تعلیم پر اپنی ناقدانہ رائے پیش کی ہے بلکہ اقبال کی کئی نظموں اور خطوط کی مدد سے اقبال کے بطور مفکر تعلیم وضاحت کی ہے اس کی تفہیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اقبال کے نظریہ تعلیم کا ایک فلسفیانہ پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں ہمیں حقیقی اور تصوراتی کا ایک خوبصورت امتزاج دکھائی دیتا ہے وہ حقیقی خارجی زندگی کو رد نہیں کرتے بلکہ اسے انسانوں کا میدان عمل قرار دیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ خارجی زندگی ان مقاصد عالیہ کے تابع ہوتی چلی جائے جو انسان کے شعور و ادراک میں متجلی ہوتے ہیں۔ اقبال کا نظریہ تعلیم فرد کو تاریخی شعور سے اخذ نو کرنے کے ساتھ ساتھ اسے تقلید جامد کی بندشوں سے آزاد ہونا بھی سکھاتا ہے۔"(۳۳)

"اقبال اور مرزا عبدالقادر بیدل" اور "غالب کے حضور اقبال کا خراج تحسین" میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے اقبال کے بیدل اور غالب کے ساتھ موازنہ یا تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

"اقبال نے ادب اور زندگی کے پانچ بڑے معلمین کا ذکر کیا ہے ان میں دو مشرقی ہیں یعنی مرزا غالب اور عبد القادر بے دل اور ان دونوں میں سے انہوں نے روح مطالب اور انداز بیان کی مشرقیت اخذ کی یہ وہی مشرقیت ہے جو اقبال کے فکر و فن کا لازمی وصف ہے۔" (۳۴)

یہ موضوع اقبال کے بے دل اور مرزا غالب کے فکری اشتراک کے حوالے سے پرانا ہے مگر اسلم انصاری کا کام جدا ہے کہ انہوں نے بے دل کے تمام اشعار کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا جنہیں اقبال بطور تضمین استعمال کرتا رہا ہے۔ ان اشعار کی معنویت کو نیا رنگ دیا۔ اقبال کے اساسی تصورات کا غالب اور بے دل کے نظام فکر سے موازنہ بھی کیا ہے۔ ولیم شیکسپیئر شخصیت کا شمار اقبال کی محبوب شخصیات میں ہوتا ہے اور اپنی نظم شخصیت میں ذکر بھی کیا ہے۔

ولیم شیکسپیئر کا شمار اقبال کی محبوب شخصیات میں ہوتا ہے اور اپنی نظم "شیکسپیئر" میں ذکر بھی کیا ہے۔ اسلم انصاری کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تنقیدی اور تحقیقی مضمون "اقبال اور شیکسپیئر" میں شیکسپیئر اور اس کے فن کے حوالے سے بعض متنازعہ آراء کا تفصیلی جائزہ لیا یوں اقبال کو ایک عظیم فنکار قرار دیا ہے اقبال کی شیکسپیئر سے وابستگی گوئٹے کی طرز پر نہیں لیکن اسے نظر انداز کر دینا شاید ممکن نہیں اس منفرد تعلق کو ڈاکٹر اسلم انصاری یوں بیان کرتے ہیں:

"اقبال ایک اہم فکری مقدمہ قائم کرتے ہیں یعنی حسن حق کا آئینہ ہے یعنی حقیقت مطلقہ اپنے آپ کو حسن میں ظاہر کرتی ہے جب کہ اس حسن کے لیے انسان کا دل آئینہ کے فرائض ادا کرتا ہے۔ اس فکری مقدمے کے اساس پر وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ انسان کے دل کے لیے شکسپیئر کا کلام آئینے کا کام دیتا ہے گویا حقیقت سے تین درجے دور ہونے کے باوجود شکسپیئر کا کلام حقیقت کا آئینہ بردار یا عکس بردار ہے۔" (۳۵)

اقبال کی شاعری تحرک کی قائل ہے۔ خود آگاہی اور خود شعوری کی قائل ہے۔ کلام اقبال عظمت کے لحاظ سے مسلم الثبوت ہونے اور فکری اصلاحی اور اخلاق جہتوں کے سبب رجائیت کی علمبردار ہے۔ اسلم انصاری نے بطور شاعر نقاد محقق اور ماہر اقبالیات اپنے مزاج کی جمالیتی کیفیت اور پس منظر کو بھرپور انداز میں متعارف کروایا ہے اور بطور نقاد یہاں تحقیق و تنقید اور تخلیق کی مختلف رنگ حسن تناسب سے ہم رنگ ہو گئے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

ملتان میں اقبال شناسی اور اقبال فہمی کی باقاعدہ تحریک کے ضمن میں ڈاکٹر اسلم انصاری کا نام قابل ذکر ہے۔ انھوں نے اقبال سے دلچسپی رکھنے والوں میں نیا شعور بیدار کیا اور اپنی فکر و فن کے ذریعے سے قارئین میں نئی روح پھونک دی۔ انھوں نے اپنی زندگی کا بیش تر حصہ اقبال کی فکری تفہیم میں گزار دی۔ بلاشبہ اقبال شناسی میں ان کا نام زندہ و جاوید رہے گا۔ انہوں نے سادہ اور آسان اسلوب سے نسل نو کو اقبالیات کے علمی اور ادبی سرمائے سے روشناس کرایا، جس سے اقبال کے پیغام کی اصل روح کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اقبال شناسی کے ضمن میں انہی کی مساعی قابل تحسین ہیں۔ علامہ محمد اقبال بیسویں صدی کی توانا اور مضبوط آواز، جن کی فکری بصیرت سے اکیسویں صدی کی پر آشوب دور میں بھی ارتقاع اقدار کا درس ملتا رہے گا اور اقبال شناسی کا یہ عمل جاری و ساری رہے گا۔

ڈاکٹر اسلم انصاری غالب کی شاعری کے جس پہلو کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں سب سے پہلے اس کے فنی اور فکری پہلو کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس پہلو کی تفہیم بجالاتے ہیں۔ غالب شناسی ایک مشکل سفر ہے جس کا آغاز زمانہ طالب علمی سے کیا اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کئی جستوں سفر کیا۔ ''غالب کا جہان معنی'' کا دوسرا مضمون غالب کی تمثال آفرینی ہے جس میں اسلم انصاری نے کلام غالب سے امیجری نمونے دریافت کیے۔ آگ کا استعارہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک زیادہ دل کش ہے۔ غالب معاشرے کی آگ اور اپنی اندرونی آگ میں جل کر خاکستر ہو رہے ہیں اس داغ ناتمامی کا ذمہ داری غالب خود کو ٹھہراتے ہوئے کہتے ہیں:

''شعلے سے نہ ہوتی ہوس شعلہ نے جو کی
جس قدر افسردگی دل پہ جلا ہے

یعنی اتنا تو شعلہ نہ جلا تھا جتنا شعلے کی ہوس نے ہمیں جلایا تھا۔ شعلے کی ہوس بھی وہی جل جانے کی خواہش کی بدلی ہوئی صورت ہے۔''(۳۶)

غالب نے رد تشکیل سے معنی آفرینی میں مدد لی ہے۔ وہ اشیا کی ظاہری ماہیت کو بدل کر ان کے نئے نئے رخ سامنے لاتے ہیں۔ اشیا کے بعض ایسے معانی ڈھونڈتے ہیں جو بہ ظاہر متن میں دکھائی نہیں دیتے۔ ڈاکٹر اسلم انصاری کے لکھتے ہیں:

''متنی تنقید کی وہ صورت جس میں کسی متن کی ظاہری صورت کے پس منظر میں پوشیدہ مفروضوں یا تعصبات کو تلاش کیا جائے اور ان مقاصد کا کھوج لگایا جائے جن کا بظاہر متن میں کوئی تذکرہ نہیں۔ غالب ایک ایسے تخلیق کار ہیں جو اپنے تخلیقی عمل میں رد تشکیل کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

صورتیں پیدا کرتے ہیں، یعنی اشیا اور تصورات کی ظاہریت کے پردے ہٹا کر ان کی اصل حقیقت کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔" (۳۷)

ڈاکٹر اسلم انصاری کی تخلیقی جہات کے متوازی ان کی ایک اور جہت مسلسل سفر کرتی رہی ہے۔ وہ ہے ان کا ایک بہت سنجیدہ اور باذوق محقق اور نقاد ہونا۔ اگرچہ ان کی یہ حیثیت ان کے تخلیقی سفر کے آغاز سے ہی ان کے ساتھ رہی اور انہوں نے اقبال شناس کے طور پر اقبال عہد آفرین (۱۹۸۷ء) جیسے ایک خوبصورت مجموعہ مضامین کے ذریعے اپنا نام ملک کے ادبی حلقوں میں منوالیا تھا۔

ڈاکٹر اسلم انصاری کا تاریخ، فلسفہ، اور ادب کا مطالعہ اور مشاہدہ نہایت وسیع ہے۔ وہ درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے۔ اس وجہ سے بھی ان کے ہاں اقبال کو سمجھنے سمجھانے کا رجحان واضح رہا۔ اس کتاب کے علاوہ ان کے تین اور مضامین کے مجموعے شعر فکر اقبال (۱۹۹۹ء)" اقبال، عہد ساز شاعر اور مفکر (۲۰۱) " اور " مطالعات اقبال (۲۰۱۷ء) بھی شائع ہوئے جبکہ منظوم اقبالیات کے ضمن ان کا شعری مجموعہ فیضان اقبال (۱۹۹۷ء) بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

انہوں نے فکر اقبال کے تمام گوشوں پر لکھا۔ وہ اقبال کی شاعری، زندگی اور ان کے اسالیب پر بہت غائر مطالعے کے بعد جو بھی رائے دیتے ہیں وہ اپنے آپ میں بہترین اور جامع ہے۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ وہ دیگر اقبال شناسوں کی فکر سے استفادہ کرتے ہیں لیکن وہ اقبال کی شاعری اور خطبات کو بنیادی ماخذ مان کر ہی ان پر لکھتے ہیں اور کسی دوسرے لکھاری کی تقلید ان کے ہاں دکھائی نہیں دیتی۔ یہ ادبی و علمی شان اسلم انصاری کو معاصر اقبال شناسوں میں اہم مقام پر فائز کرتی ہے۔

ڈاکٹر اسلم انصاری نے صرف اقبال کی فکر، شاعری اور اسلوب پر ہی قلم نہیں اٹھایا۔ اپنے آپ کو اقبال شناس کے طور پر مستحکم کرنے کے بعد ان کا غالب شناسی کے میدان میں ایک اہم مجموعہ مضامین "غالب کا جہان معنی" (۲۰۱۵ء) میں چھپ کر سامنے آیا۔ اس مجموعے میں انہوں نے غالب کی زندگی، کلام اور اسالیب کے ساتھ ساتھ ان کے معاصر شعراء کے ساتھ ان کا تقابل بھی پیش کیا۔ ڈاکٹر اسلم انصاری نے غالب کی شاعری پر بیدل کے اثرات پر بھی سیر حاصل بحث کی اور غالب کی جمالیات کے تمام پہلوؤں کو بھی انہوں نے موضوع بنایا اور اسی کتاب میں ایک بہت اہم مضمون و تفہیم بیدل و غالب میں تسامحات عصر حاضر کے معروف محقق اور نقاد ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی کتاب غالب معنی آفرینی، جدلیاتی وضع، شونیتا اور شعریات میں صائب، بیدل پر اظہار ہے کہ وہ ڈاکٹر گوپی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلہ

چند نارنگ کی غلطیوں پر اس قدر واشگاف الفاظ میں گرفت کرتے ہیں اور یہ مصنف کا پہلا ایسا مضمون ہے جس میں وہ ایک کڑے ناقد کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ان کے وقیع مطالعے، زبانوں کے علم، علم الکلام اور علم البیان پر عبور کی بدولت انہوں نے اپنے معاصر نقاد کی غلط فہمیوں کو درست کر کے اس مضمون میں پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر اسلم انصاری میر شناس اور بیدل شناس بھی ہیں۔ ان کی کتاب "جے میر کہتے ہیں صاحبو (مطالعات میر) ۲۰۱۹ء میں شائع ہوئی۔ انہوں نے اس میں موجود مضامین میں میر کی بھی شاعری اور مضامین کلام پر تفصیلی مباحث شامل کیے ہیں لیکن ایک اہم مضمون ڈاکٹر شمس الرحمن فاروقی کی کتاب "شعر شور انگیز" کی جلد اول پر کڑی تنقید پر مشتمل ہے اول الذکر اور ثانی الذکر دونوں مضامین میں پہلی بار ڈاکٹر اسلم انصاری ایک بھرپور نقاد کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ان کی علمی اور ادبی حیثیت پر یہ دو مضامین مہر تصدیق بہت کرتے ہیں۔ اس سے میری مراد یہ ہرگز نہیں کہ اسلم انصاری کے دیگر تحقیقی اور تنقیدی مضامین اس اہمیت کے حامل نہیں ہیں لیکن صرف تحقیقی انداز اور تحقیقی و تنقیدی انداز میں فرق ان دو مضامین کی صورت نکھر کر سامنے آتا ہے۔

اسلم انصاری کے میر سے خاص شغف کے متعلق ڈاکٹر انوار احمد کہتے ہیں:

> "بے شک اسلم انصاری نے اقبال اور غالب پر بھی اپنی علمیت کو منوایا ہے مگر ان کی طبیعت کی حقیقی مناسبت میر تقی میر سے ہے۔ انہوں نے پی ایچ ڈی کے مقالے میں بھی میر کے تصور الم کو بہت اہمیت دی۔ اسی طرح وہ میر کی شعری جمالیات سے بھی بہت متاثر ہوئے۔ دوسرے ان کے پسندیدہ استاد ڈاکٹر سید عبد اللہ کی کتاب نقد میر ان کے لیے اردو کی کلاسیکی تنقیدی کتابوں میں سے ایک ہے۔" (۳۸)

بیدل شناسی کے ضمن میں بھی ڈاکٹر اسلم انصاری نے قابل ذکر اور قابل توجہ کام کیا ہے۔ ان کی کتاب "مینا خانہ حیرت" بیدل کے کلام، سوانح اور بیدل کے کلام کے منتخب حصوں کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ انہوں نے مطالبات بیدل کی ذیل میں گو بہت کم مضامین پیش کیے ہیں لیکن ان مضامین کی ادبی تحقیقی اہمیت کے پیش نظر اردو ادب میں اہم اضافہ کہا جا سکتا ہے۔ خصوصاً شروحات بیدل کے سلسلے میں اسلم انصاری کا کام قابل تحسین ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر انوار احمد رقمطراز ہیں:

> "میر، غالب اور اقبال کی تفہیمات کے بعد مرزا بیدل پر ان کا وقیع کام امید ہے فارسی شناسی حلقوں میں اُن کی پذیرائی میں اضافہ کرے گا۔" (۳۹)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

اسلم انصاری کلاسیکی شعری و ادبی روایت کے مداح ہیں ان کی اپنی شاعری بھی اسی رنگ کا اظہار ہے۔

ان کا مطالعہ عالمی کلاسیکی ادب اور فلسفے کے حوالے سے خاصا وسیع ہے اور اس کا اظہار وہ جابجا اپنی تحقیقی و تنقیدی تحریروں میں کرتے رہے ہیں۔ ان کی بیدل سے فکری و اسالیبی شناسائی، غالب کی معنویت سے آگاہی، میر کے عصری شعور اور اقبال کی عہد آفرینی کا واضح اور اک اس روایت سے انہیں جوڑے رکھتا ہے۔ وہ اردو، فارسی، انگریزی اور دیگر عالمی ادبی شخصیات کی فلسفیانہ فکر سے بھی بہ خوبی آگاہ ہیں یہ یہی وجہ ہے کہ ان کی بہت کی تحاریر میں ہمیں ان شخصیات کی فکر اور مضامین پر وقیع رائے ملتی ہے۔ڈاکٹر اسلم انصاری نے ادبی مضامین کے علاوہ کالمز بھی لکھے ان کالمز میں وہ زندگی کی ماہیت، قسمت، انسانی اقدار، دولت نمی و خوشی جیسے موضوعات پر بات کرتے ہیں۔ ان کی متفرق تحریریں ان کی مختلف مضامین کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ ان تحریروں میں وہ مغربی شعراء اور ادباء کے ساتھ مشرقی روایت سے ابھرنے والے بڑے ناموں پر لکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلم انصاری کے تمام مضامین خواہ وہ تنقیدی تخلیقی ہوں یا تہذیبی و تاریخی ان میں مصنف نے متعلقہ علوم سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ وہ بنیادی طور پر حساس شخصیت کے مالک ہیں۔

ان کی نستعلیق فطرت ان کی شاعری، فکشن اور دیگر تحریروں میں بھی جھلکتی ہے۔ وہ ادب کے سنجیدہ اور ذہین طالب علم رہے اور اسی سنجیدگی بردباری اور متانت کے ساتھ انہوں نے تحقیق و نقد میں اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ اپنی تحاریر کو مکمل ذمہ داری اور شعور کے ساتھ قارئین تک پہنچاتے ہیں لیکن ان کا ضرورت سے زیادہ محتاط ہونا راقم کے نزدیک ان کی شاعری میں جمالیاتی عناصر کو مکمل طور پر ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ اسی طرح جب وہ مزاحتی انداز اختیار کرتے ہیں تو وہاں بھی ان کی احتیاط پسندی انہیں مخصوص حدوں سے باہر نہیں جانے دیتی۔ جب وہ تنقید اور تحقیق کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو بھی بہت کم وہ کھل کر کسی سے دوسری ادبی شخصیت سے اختلاف کرتے ہیں۔ اور جہاں انہوں نے اختلاف کیا وہ دو مضامین ان کی ناقدانہ حیثیت پر سند کا درجہ اختیار کر گئے۔

ان کے تنقیدی شعور کے حوالے سے افتخار شفیع کہتے ہیں:

> ”یہ کہنا درست ہے کہ وہ تنتیخ کے نقاد نہیں بلکہ ان کے ہاں موجود تنقیدی بصیرت میں تحقیقی رجحان بھی موجود ہے اور انہوں نے اپنے لیے تنقید کے مشکل جزیروں کی دریافت کا کام چنا ہے۔ ان کی تنقید عامیانہ انداز میں سطروں پر سطروں گھسیٹے چلے جانے کا نام نہیں بلکہ علوم انسانی میں سے تلاش حق کو کشید کرنے کا نام ہے۔“(۴۰)

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

ڈاکٹر اسلم انصاری کا علمی وادبی سفر کم و بیش نصف صدی پر مشتمل ہے۔ ان کی شاعری کلاسیکی روایت سے واقفیت کا ذریعہ ہے جبکہ ان کے مضامین اردو ادب کے طالب علموں کے لیے ادبی و علمی معلومات کا خزانہ ہیں۔ جو بیدل، میر، غالب اور اقبال کے ساتھ ساتھ اردو فارسی اور انگریزی کی بعض بڑی اہم شخصیات کا تعارف پیش کرتی ہیں۔ ان کے تنقیدی و تحقیقی اسلوب کی داد دینا ضروری امر ہے کہ ان کا چار زبانوں کا عالم ہونا انہیں ذخیرہ الفاظ کے سلسلے میں ایک سمندر جیسا وسیع اور عمیق بنا دیتا ہے۔ ان کے پاس ہر ادبی اور علمی اصطلاح کا نعم البدل موجود ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کہ وہ شاعر ہیں ان کی نثر سادہ اور قابل فہم ہونے کے ساتھ فصاحت اور بلاغت میں مثالی ہے۔

بلاشبہ ڈاکٹر اسلم انصاری ملتان کے بڑے شاعر ہیں لیکن ان کی نقد و تحقیق انہیں ملکی سطح کی نمایاں اور عصر حاضر کی نامور ادبی شخصیت کے طور یاد رکھے جانے کا اہل بناتی ہے۔ انہوں نے گو شعر و تنقید دونوں میں اپنا سفر جاری رکھا۔ مگر ہم علمی اور ادبی اہمیت کے حوالے سے ان کے تحقیقی اور تنقیدی کام کو ان کے شعری عمل کے متوازی اہم اور وقیع قرار دے سکتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد افتخار شفیع، ”اسلم انصاری، شخصیت اور فن“ ، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۰ء)، ص ۹۷

۲۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”ادبیات عالم میں سیر افلاک کی روایت“، (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۶ء)، ص ۹

۳۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”ادبیات عالم میں سیر افلاک کی روایت“، ص ۱۱۷

۴۔ محمد افتخار شفیع، ”اسلم انصاری، شخصیت اور فن“ ، ص ۱۰۰

۵۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”ادبیات عالم میں سیر افلاک کی روایت“، ص ۱۳۵

۶۔ محمد افتخار شفیع، ”اسلم انصاری، شخصیت اور فن“ ، ص ۱۰۱

۷۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”ادبیات عالم میں سیر افلاک کی روایت“، ص ۲۰۷

۸۔ محمد افتخار شفیع، ”اسلم انصاری، شخصیت اور فن“، ص ۱۰۲

۹۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۱۰۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”ادبیات عالم میں سیر افلاک کی روایت“، ص ۲۸۱

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07
ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۱۔ محمد افتخار شفیع، "اسلم انصاری، شخصیت اور فن"، ص۱۰۷

۱۲۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، "چودھری افضل حق اور ان کی تصنیف زندگی"، (لاہور: دارالکتاب، ۲۰۰۸ء)، ص۸

۱۳۔ ماہنامہ "قومی زبان"، (کراچی: سن ندارد)، ص۸۹

۱۴۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، "چودھری افضل حق اور ان کی تصنیف زندگی"، ص۲۷۰

۱۵۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، "اردو شاعری میں المیہ تصورات"، (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۸ء)، ص ۳۹۶

۱۶۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، "اردو شاعری میں المیہ تصورات"، ص ۴۷۰

۱۷۔ محمد افتخار شفیع، "اسلم انصاری، شخصیت اور فن"، ص۱۵، ۱۴

۱۸۔ وحید الرحمن، "فیضان اقبال کی ایک روشن مثال"، مشمولہ: ماہنامہ "قومی زبان"، جلد۷۹، شمارہ ۱۱، (کراچی: نومبر ۲۰۰۷ء)، ص۲۶

۱۹۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، "اقبال عہد آفریں"، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۱ء)، ص۱۷

۲۰۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، "اقبال عہد آفریں"، ص۲۱۹

۲۱۔ ایضاً، ص۲۱۹

۲۲۔ اقبال، "کلیات اقبال (اردو)"، ترجمہ و شرح از غلام رسول مہر، (لاہور: سن ندارد)، ص۹۵۲

۲۳۔ رفیع الدین ہاشمی، مشمولہ: "اسلم انصاری، شخصیت اور فن" از محمد افتخار شفیع، ص۲۷

۲۴۔ اقبال، "کلیات اقبال (فارسی)"، (لاہور: شیخ غلام اینڈ سنز، ۱۹۷۸ء)، ص۲۵

۲۵۔ بصریہ عنبرین، مشمولہ: "مطالعات اقبال" از اسلم انصاری، فلیپ

۲۶۔ اعجاز الحق، انٹرویو، مشمولہ: "مطالعات اقبال"، ص۱۴۹، ۱۵۰

۲۷۔ وحید الرحمن خان، "فیضان اقبال کی ایک روشن مثال"، مشمولہ: ماہنامہ "قومی زبان، بیاد علامہ اقبال"، ص۲۱

۲۸۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، "اقبال عہد آفریں"، ص۱۳

۲۹۔ ایضاً، ص۸

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-07

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۳۰۔ ایضاً، ص ۸۸

۳۱۔ ایضاً، ص ۱۲

۳۲۔ ایضاً، ص ۱۹۱

۳۳۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”شعر و فکر اقبال“، (ملتان: مجلس فکر اقبال، ۱۹۷۷ء)، ص ۱۰۲

۳۴۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”شعر و فکر اقبال“ ، ص ۸۹

۳۵۔ ایضاً، ص ۴۰

۳۶۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”غالب کا جہان معنی“، (ملتان: بیکن بکس، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۶

۳۷۔ اسلم انصاری، ڈاکٹر، ”غالب کا جہان معنی“ ، ص ۱۷۵

۳۸۔ انوار احمد، ڈاکٹر، ”اسلم انصاری، شخصیت و فن“ ، (ملتان: کتاب نگر، ۲۰۱۹ء)، ص ۱۱۰

۳۹۔ ایضاً، ص ۱۸

۴۰۔ محمد افتخار شفیع، ”اسلم انصاری، شخصیت اور فن“ ، کتابی سلسلہ ”پاکستانی ادب کے معمار“، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۰۷